© rasailojaraid.com

القاء ۔ الہام ۔ وحی

از

جناب ذوقی شاہ صاحب

ہر وہ چیز جو بطریق استدلال حاصل نہ کی گئی ہو بلکہ قلب سالک پر حق تعالیٰ کی جانب سے یقین کامل کے ساتھ وارد ہوئی ہو القاء ہے یا الہام ہے یا وحی ہے۔

ابتداءً سالک کے قلب پر خطرات رحمانی وارد ہوتے ہیں۔ انتہا میں جا کر حق تعالیٰ سے مکالمت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ ابتدائی حالت کو القاء اور انتہائی حالت کو الہام اور وحی کہتے ہیں۔ وحی چونکہ القاء و الہام کی انتہائی اور کامل ترین صورت کا نام ہے اس لئے اس لفظ کا استعمال کبھی کبھی القاء و الہام کے معنوں میں بھی ہوتا ہے بلکہ دل میں وسوسہ ڈالنے کے معنی میں بھی استعمال کر دیا جاتا ہے۔ وسوسہ ڈالنے والا خواہ کوئی بھی ہو۔ مثلاً حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ۔ (۶ : ۱۲)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیاطین پیدا کئے کچھ آدمی اور کچھ جن جن میں سے بعض بعض کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

لیکن اس مضمون میں وساوس شیطانی سے بحث نہیں بلکہ اس القاء و الہام اور ان خطرات رحمانی سے بحث ہے جو حق تعالیٰ کی جانب سے اس کے بندوں پر وارد ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کو الہام ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوتی ہے۔ الہام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حق تعالیٰ کی جانب سے بندہ پر بلا کسی فرشتہ کی وساطت کے اس جہت سے فائز ہوتا ہے جو حق تعالےٰ کو ہر موجود کے ساتھ ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (اور ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے کہ وہ منہ پھیرتا ہے اس کی طرف (۲: ۱۴۸)) سے اسی جہت کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے وحی فرشتہ کے واسطے سے ہوتی ہے۔ اسی بنار پر حدیث قدسی کو وحی و قرآن نہیں کہتے۔ وحی کشف شہودی ومعنوی دونوں ہے۔ الہام صرف کشف معنوی ہے۔ وحی مخصوص بہ نبوت ہے ظاہر ہے متعلق ہے اور تبلیغ کے ساتھ مشروط ہے۔ الہام ولایت کے ساتھ مخصوص ہے اور تبلیغ کے ساتھ مشروط نہیں

یہ اجمال کسی قدر تفصیل کا محتاج ہے جو حسب ذیل ہے:-

حق تعالیٰ کا تعلق کائنات کیساتھ اس نوع کا نہیں جس نوع کا تعلق کہ ایک گھڑی ساز یا گھڑی رکھنے والے کا گھڑی کے ساتھ ہوتا ہے۔ گھڑی ساز گھڑی کے کل پرزوں کو بناتا ہے درست کرتا ہے اور انہیں ترتیب دیکر گھڑی کو چلا دیتا ہے یا گھڑی رکھنے والا رات دن میں ایک بار گھڑی کو کوک دیتا ہے اور چوبیس گھنٹے کے لئے اس سے فراغت پالیتا ہے۔ گھڑی خود بخود چلتی رہتی ہے اور دوسرے دن تک اپنی رفتار قائم رکھنے کے لئے اپنے مالک کے چابی دینے یا گھڑی ساز کی نگرانی کی محتاج نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ کو کائنات کے ساتھ اس قسم کا تعلق نہیں۔ بلکہ کائنات اپنے ابداع اور اپنی تخلیق کے بعد بھی اپنے قیام کے لئے ہر لمحہ اور ہر ساعت حق تعالیٰ کی توجہ کی محتاج رہتی ہے ایک لمحہ کے لئے نظر حق اس کی جانب سے ہٹ جائے تو ساری کائنات نیست و نابود ہو جائے۔ حق تعالیٰ ہر وقت کائنات کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ اس متوجہ رہنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی ذات وصفات سے کائنات پر متوجہ رہتا ہے صفات میں ایک بہت بڑی صفت صفت کلام بھی ہے جس سے حق تعالیٰ اپنی مخلوقات کی جانب ہر وقت متوجہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی وقت بھی معطل نہیں رہتی۔ وہ اپنی مخلوق کے ہر فرد سے اس فرد کی استعداد کے مطابق ہمکلام ہوتا رہتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی کو براہ راست ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے جیسے کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا یعنے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے خوب گفتگو کی کسی سے وحی کے ذریعہ کلام فرماتا ہے۔ کسی سے ہمکلامی کی یہ شان ظاہر فرماتا ہے کہ فرشتے کے ذریعہ اس کے دل میں جو چاہتا ہے القار فرماتا ہے۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں القار فرمایا تھا۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں القار فرمایا تھا۔ کسی سے مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ یعنے پردہ کے پیچھے سے کلام فرماتا ہے کسی کے دل میں براہ راست یعنے بلاوساطت فرشتہ جو چاہتا ہے القار فرماتا ہے جیسے شہد کی مکھی کو القار ہوتا ہے اور اس القا کو بھی وحی سے تعبیر فرمایا جاتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ (اور وحی فرمائی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف) کسی سے بذریعہ خواب و رویائے صالحہ باتیں ہوتی ہیں غرض کہ ہمکلامی کی جتنی شانیں اور جتنے ذرائع ہیں خواہ وہ القار کے نام سے موسوم ہوں خواہ الہام کے نام سے خواہ کسی اور نام سے وہ سب حقیقت وحی ہی کی مختلف اقسام یا مختلف فروع ہیں۔ صرف قوت اور کمزوری یا کشف وحجاب کے اختلافات سے مختلف اسمارے وہ مختلف فروع موسوم ہیں۔ اور سب سے زیادہ واضح طریقہ ہمکلامی کا وحی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تو اس وحی اصطلاحی کی صحیح تعریف حسب ذیل ہوگی۔

"وحی کلام الٰہی ہے جو عالم غیب سے عالم شہادت کی جانب بذریعہ ایک مقرب فرشتہ کے جنھیں جبرئیل (علیہ السلام) کہتے ہیں رسولوں کے پاس پہونچایا جاتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا	اور نہیں طاقت کسی بشر میں یہ کہ کلام کرے (بالشافہ)
وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ	اس سے اللہ مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ کے پیچھے سے
فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ ۭ اِنَّهٗ	یا کسی (فرشتہ) کو پیغامبر بنا کر بھیجے پس وہ اس کے حکم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ○ وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ
اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا کُنْتَ
تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ
وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ
مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّکَ
لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○
الشوریٰ رکوع ۵

سے وہ چاہتا ہے جی میں ڈالدیوے تحقیق وہ بلند مرتبہ
حکمت والا ہے اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف
آپکے (اے محمدؐ) روح کو ساتھ حکم اپنے کے نہ جانتے
تھے آپ کہ کیا ہی کتاب اور نہ ایمان ولیکن کیا
ہم نے اس کو نور۔ ہدایت کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے
جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے۔ اور تحقیق آپ
البتہ ہدایت کرتے ہیں۔ طرف سیدھی راہ کے۔

بلحاظ ضعف و قوت اور بلحاظ زیادہ واضح اور کم واضح ہونے کے وحی کے تین مراتب ہیں۔
پہلا مرتبہ سب سے زیادہ قوی اور اکمل ہے اس مرتبہ میں علوم غیب اللہ کی طرف سے رسول کی عقل پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول کے نفس میں ان علوم کو اس طرح منقش کیا جاتا ہے کہ رسول انھیں اپنے دل میں یاد رکھ سکے اور دوسروں کے سامنے بیان بھی کر سکے۔

اسکی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ کلام کرے۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق حق تعالیٰ فرماتا ہے وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے خوب گفتگو کی) اور ہمارے حضور کے متعلق فرماتا ہے فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کرنی تھی وہ کر دی) اسے وحی صریح کہتے ہیں۔

وحی کے پہلے مرتبہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کلمات مقررہ اور عبارات معینہ کے ساتھ نازل ہوں اور حروف وصوت رسول کے کانوں تک پہنچا دیں اور معانی ان کے قلب میں القا کریں۔

یہ دونوں صورتیں انبیاء کے لئے مخصوص ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرا مرتبہ جو پہلے مرتبہ کے مقابلہ میں کمزور اور کمتر درجہ کا ہے یہ ہے کہ کلام الٰہی
اس نفس تک پہنچ جائے جو اس کلام کے قبول کرنے کی صلاحیت و استعداد رکھتا ہو جیسے کہ موسٰی
علیہ السلام کی والدہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالدی کہ وہ موسٰی علیہ السلام کو دودھ
پلاکر صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالدیں۔ اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّكَ مَا یُوْحٰٓی ۝ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ۔ جس وقت کہ وحی ڈالی ہمنے طرف ماں تیری کے
وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے اب یہ کہ ڈالدے اس کو بیچ صندوق کے پس ڈالدے اس کو بیچ دریا
کے (طٰہٰ۔ ع ۲) اس وحی خفی اور تعلیم سِرّی کے القار نے ان کی والدہ کے نفس کو خواب جہالت
سے بیدار کردیا اور ان کا دل اپنے بیٹے کے متعلق تردد اور دشمنوں کے خوف سے مامون ہوگیا
اسی نوع کی وحی عیسٰی علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کو بھی ہوی تھی جبکہ درخت کے نیچے سے
ان کو آواز آئی کہ غمگین مت ہو۔ فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِیًّا (پس پکارا اس کو (یعنی مریم کو) اس (درخت) کے نیچے سے کہ غم مت کھا تحقیق تیرے پروردگار
نے تیرے نیچے چشمہ کردیا ہے۔ (مریم ع ۲)

یقینی امر ہے کہ موسٰی علیہ السلام کی والدہ اور عیسٰی علیہ السلام کی والدہ پیغمبر نہ تھیں
اس سے معلوم ہوا کہ وحی کا یہ مرتبہ جسے القار اور الہام کہتے ہیں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے
بھی رکھا ہے جو نبی یا رسول نہیں خضر علیہ السلام کو علم لدنی کی تعلیم ہوئی جن کی بابت حق تعالیٰ فرماتا
ہے۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ (اور ہم نے ان کو اپنے خاص علم میں سے تعلیم کیا (الکھف ع ۹)
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔ اِنَّ لِلّٰهِ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ عِبَادٌ مُحَدَّثُوْنَ
واستاذ انی بعض اصحابہ یعنی بیشک ہرامت کے اندر اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں
جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے پھر آپ نے اپنے بعض اصحاب کی جانب اشارہ فرمایا بعض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایات کی رو سے حضرت عمرؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔

تیسرا مرتبہ وحی کا جو دوسرے مرتبہ سے بھی ضعیف تر ہے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نفوس کو ان کاموں کی تعلیم فرماتا ہے جو ان نفوس کے مقاصد سے متعلق ہیں۔ اور وہ نفوس اس وحی کے سبب سے ان صنایع و بدایع کا استخراج کرتے ہیں جو ان کی قوت اور استعداد کے اندر ہیں۔ جیسے مکڑی کا جالا بُننا۔ ریشم کے کیڑے کا ریشم تیار کرنا شہد کی مکھی کا چھتہ بنانا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا۔ (وحی کی تیرے رب نے طرف شہد کی مکھی کے کہ پہاڑوں میں اپنا گھر بنا (النحل۔ ع) مکھی پر کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا اور نہ اللہ تعالیٰ نے حروف و صوت سے اسے خطاب فرمایا۔ بلکہ اس میں ایک بات کی استعداد پیدا کر کے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اپنی استعداد کو جنبش میں لائے اور اپنا کام کرے

نفوس ناطقہ جب ایک حد تک کمالاتِ معنوی حاصل کر لیتے ہیں، طبیعت کی کدورتوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ خواہشات کی قیود سے آزاد اور بشریت کے مقتضیات سے برتر ہو جاتے ہیں۔ تو فطرتاً ان کی توجہ عالم سفلی سے ہٹ کر عالم علوی کی جانب مائل ہوتی ہے خصائل ملکوتی کا ان پر غلبہ اور علوم آسمانی کی تحصیل کا شوق انہیں دامنگیر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ملائکہ کی ہمنشینی کا انہیں شرف حاصل ہوتا ہے اور اس ہمنشینی سے وہ راحت پاتے ہیں۔ ان ہی ملائکہ کے واسطہ سے خوش قسمت نفوس کو کلام الٰہی سننے کی دولت نصیب ہوتی ہے اور صحبت ملائکہ کے اثرات سے متاثر ہو کر وحی کی مختلف شاخوں اور عالم قدس کے مختلف پھول پتوں اور علوم غیب کے مختلف پھلوں سے وہ شکم سیر ہوتے ہیں۔

علم کے حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری طریقہ تو وہی معمولی طالب علم کا طریقہ ہے جو بہت عام ہے۔ اور باطنی طریقہ مراقبہ اور تفکر کا ہے۔ مراقبہ اسے کہتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ دل کو دوسرے خیالات سے ہٹا کر ایک ہی خیال پر جما دیا جائے۔ اور اسی خیال کے اندر فکر میں منہمک ہو جائے۔ اور تفکر یہ ہے کہ نفس ان علوم کو جو کہ اپنے سے مخفی ہیں۔ مدت اور حیلہ اور آلہ کے ساتھ تلاش کرے۔ ایک تیسری چیز اور ہے۔ جسے حدس کہتے ہیں تفکر اور حدس میں یہ فرق ہے کہ تفکر میں تو غور و خوض سے اور طبیعت پر زور ڈالکر کوئی بات معلوم کیجاتی ہے لیکن حدس میں بغیر سوچے سمجھے اور بلا غور و خوض اور بغیر آلہ یا حیلہ کے دفعتہً ایک بات قلب میں القا ہو جاتی ہے۔ صاحب حدس یک بیک غیب کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور یکبارگی علم مطلوبہ اس پر منکشف ہونے لگتا ہے بغیر اس کے کہ عرصہ گذرے اور بغیر اس کے کہ وہ ریاضت میں مشغول ہو۔ حدس بمقابلہ فکر کے نفوس کاملہ سے اقرب ہے حدس سے فراست پیدا ہوتی ہے۔ اور فکر سے کیاست۔ کیاست اس زیرکی و دانائی کو کہتے ہیں جس کا تعلق دماغ سے ہے۔ اور فراست اللہ کا اک نور ہے جس سے مومن دیکھتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کا ارشاد ہے کہ "تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" یہی فراست ہے جو حدس سے پیدا ہوتی ہے۔ حدس ہی الہام کا زینہ ہے۔ اور نبوت زینہ ہے وحی کا۔

جب نفس انسانی حدس کی قوت سے عالم بالا کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور علوم غیبیہ کے انوار اس پر چمکنا شروع ہوتے ہیں۔ تو ان علوم کا اظہار اس پر رمز کے حجاب اور اخفا و ابہام کے پردوں کی آڑ میں ہوتا ہے پھر اگر نفس میں اتنی قوت نہیں کہ حالت بیداری میں اس ظہور کا متحمل ہو سکے تو یہ جلوے اسے خواب میں دکھلائے جاتے ہیں۔ اور غیب کے اسرار عالم رویا کی صورتوں اور شکلوں اور مثالوں میں متمثل کر کے اس پر منکشف کئے جاتے ہیں۔

عالم رویا کے ذریعہ انکشاف حاصل کرنے کا مرتبہ الہام سے بھی کمتر ہے الہام کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرتبہ فرشتہ کے نازل ہونے سے جسے وحی کہتے ہیں۔ اور وحی کا مرتبہ صریح مکالمہ سے جسے وحی صریح کہتے ہیں بکثرت ہے۔ اسرار غیب کے ظہور کی انتہائی شان صریح مکالمہ کی شکل میں اولو العزم رسولوں کے لئے مختص ہے۔ وحی انبیاء میں سے رسولوں کے لئے مختص ہے۔ وحی فی المنام یعنی خواب میں وحی ہونا محض انبیاء کے لئے ہے۔ الہام کی دولت سے اولیاء اللہ نوازے جاتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ کے نفوس ظاہرہ جب اپنے عنصری قالبوں کی قید سے رہائی پا کر آسمانِ مکاشفہ کی بلندیوں تک پرواز فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے ان کے مقام معاد میں خطاب صریح کے ساتھ کلام فرماتا ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:- مَا مِن عبدٍ الا و سیکلمہ ربہ لیس بین العبد و الرب ترجمان ولا واسطۃ (متفق علیہ) یعنی ہر ایک مومن بندے سے خداوند تعالیٰ کلام فرماویگا۔ اور اس وقت خدا اور مومن بندے کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا نہ کوئی واسطہ۔

القاء اور الہام میں کسب کو کسی قدر دخل ہے۔ مگر وحی میں کسب کو مطلق دخل نہیں ریاضت اور مجاہدہ سے یہ دولت ہاتھ نہیں آتی جس طرح نبوت محنت و مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتی۔ وحی بھی کوشش انسانی سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ الہام کے ذریعہ صرف معانی کا انکشاف ہوتا ہے۔ وحی کے ذریعہ معانی کا بھی انکشاف ہوتا ہے اور کشف تنزیلات کا بھی اور نزول روح القدس یعنی جبرئیل کا بھی۔ روح القدس اور جبرئیل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جبرئیل میں لطافت کا جب غلبہ ہوتا ہے تو وہ روح القدس ہو جاتے ہیں اور جب ایسی صورت اختیار کر لیتے ہیں کہ مکشوف ہوسکیں تو وہ جبرئیل ہو جاتے ہیں۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو روح القدس یا روح الامین معانی کو رسول کے قلب میں منقش کرتے ہیں۔ اور الفاظ و عبارت کو جبرئیل رسول کے کان میں القاء کرتے ہیں۔ پھر مسموع اور معقول کان اور دل کی راہ سے ذات رسول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں مجتمع ہو جاتے ہیں اور رسول کی زبان و توجہ ان دونوں کے فیضان میں مصروف ہو جاتی ہے۔

نَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ (شعراء ع) "روح الامین نے (یعنی جبرئیل نے اپنی شان اللہ فت سے) اس کو تمہارے قلب پر نازل کیا ہے تاکہ تم عذاب الٰہی سے ڈرانے والوں میں سے ہو اور اس کو عربی زبان میں جو سب زبانوں میں روشن اور مبین ہے نازل کیا ہے۔

انبیا وحی کی قوت سے ان چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں جن چیزوں کو اولیا، اللہ الہام کی قوت سے نہیں دیکھ سکتے انبیا، کلمات وحی کو اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ معانی کو دل میں سمجھتے ہیں۔ حالانکہ الہام میں سوائے انکشافِ معنی مجردہ مخفیہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

© rasailojaraid.com